قانونِ اسلامی ۔ اختصاصی مطالعہ ۱۲

اصولِ فقہ

حکمِ شرعی ۔ ۲

(حکمِ وضعی)

شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

قانونِ اسلامی - اختصاصی مطالعہ

اصولِ فقہ---۱۲

حکمِ شرعی -۲

حکمِ شرعی-II
(حکمِ وضعی)

ڈاکٹر محمد ضیاء الحق

شریعہ اکیڈمی

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

قانون اسلامی۔ اختصاصی مطالعہ

اصول فقہ۔۔۔۔۱۲

حکم شرعی۔۲

عنوان	:	حکم شرعی۔II (حکم وضعی)
مؤلف	:	ڈاکٹر محمد ضیاء الحق
نظر ثانی	:	ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی
ادارت	:	ڈاکٹر عرفان خالد ڈھلوں
حتمی تصحیح	:	ڈاکٹر شہزاد اقبال شام
نگران منشورات	:	ڈاکٹر اکرام الحق یٰسین
نگران مطالعہ اسلامی قانون کورس	:	ڈاکٹر شہزاد اقبال شام
ناشر	:	شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد
مطبع	:	ادارہ تحقیقات اسلامی
سال طباعت	:	اول: ۲۰۰۳ء دوم: جون ۲۰۰۵ء سوم: اگست ۲۰۱۱ء
تعداد	:	۱۰۰۰ ۲۵۰۰ ۱۰۰۰

ISBN 969-8263-29-2

فہرست

۱۔	پیش لفظ	۵
۲۔	تعارف	۷
۳۔	حکمِ شرعی وضعی	۹
۴۔	حکمِ وضعی کا مفہوم	۹
۵۔	حکمِ وضعی کی وضاحت	۱۰
۶۔	حکمِ وضعی اور حکمِ تکلیفی میں فرق	۱۱
۷۔	حکمِ وضعی کی شرعی حیثیت	۱۲
۸۔	حکمِ وضعی کی اقسام	۱۳
۹۔	سبب	۱۴
۱۰۔	سبب کا مفہوم	۱۴
۱۱۔	سبب اور علّت میں فرق	۱۶
۱۲۔	سبب کی اقسام	۱۸
۱۳۔	سبب اور مسبب کے درمیان تعلق	۲۰
۱۴۔	سبب کا حکم	۲۰
۱۵۔	شرط	۲۱
۱۶۔	شرط کا مفہوم	۲۱
۱۷۔	رکن اور شرط میں فرق	۲۳
۱۸۔	سبب اور بشرط میں فرق	۲۳
۱۹۔	شرط کی اقسام	۲۳
۲۰۔	شرط کی شرعی حیثیت	۲۷
۲۱۔	مانع	۲۸
۲۲۔	مانع کا مفہوم	۲۸
۲۳۔	سبب، شرط اور مانع میں فرق	۲۹
۲۴۔	مانع کی اقسام	۳۰
۲۵۔	علامہ شاطبی کے نزدیک مانع کی اقسام	۳۱

۲۶۔	احناف کے نزدیک مانع کی اقسام	۳۲
۲۷۔	مانع کا شرعی حکم	۳۳
۲۸۔	صحیح و باطل	۳۴
۲۹۔	صحت کا مفہوم	۳۴
۳۰۔	افعال کے صحیح یا باطل ہونے میں مختلف نظریات	۳۶
۳۱۔	باطل کا مفہوم	۳۸
۳۲۔	فاسد کا مفہوم	۴۰
۳۳۔	باطل کی اقسام	۴۱
۳۴۔	عزیمت و رخصت	۴۱
۳۵۔	عزیمت کا مفہوم	۴۲
۳۶۔	عزیمت کی اقسام	۴۳
۳۷۔	رخصت کا مفہوم	۴۳
۳۸۔	رخصت کی اقسام	۴۴
۳۹۔	اہم نکات	۴۸
۴۰۔	کتب برائے مزید مطالعہ	۴۹
۴۱۔	مصادر و مراجع	۴۹

پیش لفظ

کسی ریاست کا رائج قانون اس میں بسنے والوں کے اساسی نظریات و عقائد کا عکاس ہوتا ہے ورنہ قانون اور قوم میں اجنبیت کے باعث نہ تو قانون اس قوم میں قبولیت عام کی سند حاصل کرتا ہے اور نہ قوم اس قانون کے احترام اور پاسداری میں گرمجوشی کا مظاہرہ کرتی ہے جس کا نتیجہ معاشرتی اشتات و انتشار اور بے چینی کی صورت میں نکلتا ہے۔ اگر قانون اجنبی اور مسلّط کردہ ہو تو اس پر عمل جبر کے تحت ہوتا ہے اور مجبور قومیں آزاد نہیں ہوتیں۔ اجنبی قانون تو وہ قومیں اپناتی ہیں جو خود کسی دستور اور نظم قانون سے تہی دامن ہوتی ہیں۔

مسلم اُمہ اس لحاظ سے خوش قسمت ہے کہ دستور سازی اور قانون سازی پر اس کا علمی ورثہ بہت گراں قدر ہے۔ گذشتہ ۱۳ صدیوں سے مسلمان اہلِ علم کی تحریریں قانون اور اصولِ قانون پر دنیا بھر کی رہنمائی کر رہی ہیں۔ امام مالکؒ (م ۱۷۹ھ)، امام محمد شیبانیؒ (م ۱۸۹ھ) اور امام شافعیؒ (م ۲۰۴ھ) کی کتابیں آج بھی روشنی کا منبع ہیں۔

امت مسلمہ کے قانونی اور دستوری نظام کے دو بنیادی عناصر ہیں جن کے بغیر اسلام کا قانونی نظام نہ تو اپنی صحیح شکل وصورت میں قائم رہتا ہے اور نہ ان سے فکری غذا حاصل کیے بغیر ترقی کی منازل طے کرتا ہے۔ پہلا بنیادی عنصر اسلامی عقائد ہیں جن کی وجہ سے اہلِ ایمان میں فکری استحکام پیدا ہوتا ہے۔ یہ فکری استحکام ایمان و یقین کی وجہ سے اس قدر مضبوط ہوتا ہے کہ صاحبِ ایمان کو ہر قسم کی فکری بے راہ روی سے محفوظ کر کے حق و صداقت کی جانب گامزن رکھتا ہے۔ دوسرا بنیادی عنصر اخلاق و تزکیہ ہے۔ مکارمِ اخلاق کی تعلیم اور تزکیۂ نفس انسان کے کردار، مزاج اور رویّہ کی اصلاح کر کے اسے معاشرہ میں تہذیب و شائستگی کے اعلیٰ مقام پر فائز رکھتے ہیں۔

امت مسلمہ جب تک اپنے فقہی اور قانونی ورثہ سے وابستہ رہی اس وقت تک اس کی ترقی کی رفتار بھی تیز رہی اور عالمی قیادت میں بھی اس کا نمایاں کردار رہا اور دنیا بھر کے انسانوں کی رہنمائی کے لیے بہترین نمونہ بھی پیش کرتی رہی۔

لیکن جب مسلمانوں میں بنیادی عقائد کی تعلیم و تربیت کا نظام کمزور پڑ گیا اور اخلاقی اقدار میں ضعف پیدا ہوا تو اس کے اثرات مسلمانوں کی سیاسی، اجتماعی اور قانونی زندگی پر بھی مرتب ہوئے۔ پھر استعماری دور میں اسلامی روایات، نظامِ تعلیم، قانون اور تہذیب و تمدن کو مٹانے کے لیے منظم کوششیں کی گئیں جس کے نتیجے میں برصغیر میں ملک کے اسلامی عدالتی اور تعلیمی نظام کی جگہ استعمار کے اپنے نظام نے لے لی۔ اس صورتِ حال نے اس پورے خطہ کو بری طرح متاثر کیا اور بتدریج ہر شعبہ میں شر و فساد سرایت کرتا چلا گیا جس کے تباہ کن اثرات سے آج ہم دوچار ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ نے برحق فرمایا تھا:

نَحْنُ قَوْمٌ اَعَزَّنَا اللّٰهُ بِالْاِسْلَامِ، وَاِنِ ابْتَغَيْنَا الْعِزَّةَ بِغَيْرِهٖ اَذَلَّنَا اللّٰهُ

ہم ایک ایسی قوم ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ عزت بخشی، اگر ہم نے عزت کو اسلام کے علاوہ کسی اور نظام حیات میں تلاش کیا تو اللہ ہم کو ذلیل کر دے گا۔

آج مسلمانوں میں موجودہ صورتِ حال کو تبدیل کرنے کی تڑپ پائی جاتی ہے۔ وہ چاہتے ہیں کہ غیر اقوام کے قانون

سے خود کو آزاد کرا کے قرآن و سنّت کے نظامِ حیات میں دوبارہ عزت تلاش کریں۔ اسی تڑپ کے وہ مظاہر ہیں جو دنیا کے مختلف خطوں میں عالمِ اسلام اور عالمِ کفر کے مابین کشمکش کی صورت میں نظر آ رہے ہیں۔

امت مسلمہ کو ایسے رجال کار کی ضرورت ہے جن کی جدید قانونی نظریات پر تنقیدی نظر ہو اور جو فقہ اسلامی کے اصل مآخذ سے استفادہ کرنے کی دسترس رکھتے ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان کا احکام شریعت کی اکملیت، حقانیت اور ان کے قابل عمل ہونے پر غیر متزلزل ایمان اور ان احکام کو روبہ عمل دیکھنے کی حقیقی تمنا اور لگن بھی ہو۔

ایسے رجال کار کی تیاری میں شریعہ اکیڈمی، بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد بھی اپنے قیام کے روز اوّل سے مصروفِ عمل ہے۔ اس سلسلے میں بیرون ملک کے ساتھ ساتھ پاکستان میں بھی قانون دان طبقوں کے تربیتی پروگراموں کا انعقاد مسلسل جاری ہے۔ اس کے علاوہ تصنیف و تالیف کے شعبہ میں فقہ اسلامی کے مختلف موضوعات پر ''سلسلہ مباحث فقہیہ'' کی تیاری اور اردو اور انگریزی زبانوں میں تراجم کا کام بھی ہو رہا ہے۔ شریعہ اکیڈمی کے تحت ''مطالعہ اسلامی قانون'' پر ایک ابتدائی کورس کامیابی سے چل رہا ہے۔ اس ایک سالہ فاصلاتی کورس کے ذریعے اندرون اور بیرون ملک ہزاروں افراد اسلامی قانون کے مختلف پہلوؤں سے آگاہی حاصل کر چکے ہیں اور کر رہے ہیں۔

ہم نے اس ابتدائی کورس کے آغاز پر اس عزم کا اظہار کیا تھا کہ فقہ اسلامی کے مختلف موضوعات پر ''ایڈوانس کورس'' تیار کیے جا رہے ہیں اور جلد ہی ان کو شروع کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا احسانِ عظیم ہے کہ اس نے ہمارے عزم کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت بخشا، ہماری راہیں آسان فرمائیں اور ہم اس قابل ہوئے کہ اصولِ فقہ (ISLAMIC JURISPRUDENCE) میں اختصاصی مطالعہ (ADVANCE COURSE) کا اجراء کرسکیں۔ فاصلاتی نظام کے تحت یہ اختصاصی مطالعہ چوبیس درسی اکائیوں (UNITS) پر مشتمل اور ایک سالہ دورانیہ کا ہے۔

اسلامی قانون میں دیگر اختصاصی مطالعہ جات کی تیاری کا کام جاری ہے۔ ہم بارگاہِ ایزدی میں دست بدعا ہیں کہ اس نے جس طرح ہمیں اصولِ فقہ میں اس اختصاصی مطالعہ کو شروع کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے اسی طرح ہمارے دیگر منصوبوں کی تکمیل میں بھی فضلِ الٰہی شامل حال رہے گا۔ اِن شاء اللہ

پاکستان بلکہ پوری ملّتِ اسلامیہ پر قانونِ الٰہی کے غلبہ و قیادت کے لیے مطلوبہ رجالِ کار کی تیاری کسی ایک ادارے کا کام نہیں ہے بلکہ اس میں اُمت مسلمہ کے ہر فرد کو اپنی حیثیت کے مطابق کردار ادا کرنا ہے۔

ہم اہلِ علم سے ایسی تجاویز کا خیر مقدم کریں گے جو ہمارے منصوبوں کی بہتری میں مد و معاون ہوں۔

ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی
ڈائریکٹر جنرل شریعہ اکیڈمی
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد

تعارف

حکمِ شرعی بندوں کے لئے اللہ تعالیٰ کا خطاب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرماں بردار بندوں کو کچھ کرنے یا نہ کرنے کا حکم جو دیا ہے اس کا مطالعہ حکمِ شرعی کے طور پر کیا جاتا ہے۔ فقہ اسلامی کی رو سے تمام احکام کا سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، اسی لیے اسلامی قانون میں تمام احکام اللہ تعالیٰ ہی کے نام سے نافذ العمل ہوتے ہیں۔ حکم شرعی کی دو بنیادی اقسام ہیں: حکم تکلیفی اور حکم وضعی۔ حکمِ تکلیفی کے بارے میں آپ گزشتہ درسی اکائی میں تفصیل سے پڑھ چکے ہیں۔ اس اکائی کا موضوع حکمِ وضعی ہے جس میں حکمِ وضعی کا تعارف کروایا گیا ہے، اس کی اقسام اور ان کی وضاحت مثالوں سے کی گئی ہے، نیز اس بارے میں ضروری احکام کو بھی بیان کر دیا گیا ہے۔

اس درسی اکائی کے مطالعہ سے آپ حکمِ شرعی وضعی کو سمجھ سکیں گے اور اس کی اقسام تفصیل سے جان لیں گے۔ اُمید کی جاتی ہے کہ اس درسی اکائی کے مطالعہ سے بھی احکامِ شریعت کو جاننے اور ان پر حتی المقدور عمل پیرا ہونے کا آپ کا جذبہ مزید بڑھے گا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حکمِ شرعی وضعی

حکمِ وضعی کا مفہوم

حکمِ وضعی کی اصطلاح لفظ ''وضع'' سے ماخوذ ہے۔ وضع کے لغوی معنی کسی چیز کو بنانا یا اختیار کرنا ہے۔ اصطلاح میں حکم وضعی سے مراد اللہ تعالیٰ کا وہ خطاب (Address) ہے جو کسی چیز کو کسی فعل کے لیے سبب (Cause)، شرط (Condition) یا مانع (Impediment) بنا دے یا کسی چیز کے صحیح (Valid) یا فاسد (Irregular) ہونے کا ذریعہ بنے یا اس میں عزیمت اور رخصت (Concession) کی وضاحت کرے۔

متقدمین اصولیین میں سے امام رازیؒ نے حکمِ وضعی کی تعریف اس طرح کی ہے:

''اللہ تعالیٰ کے احکام میں جس طرح کسی چیز کا مطالعہ کیا جاتا ہے یا اس کا اختیار دیا جاتا ہے، ویسے ہی ان میں کسی چیز کے سبب، شرط اور مانع ہونے کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ جیسے زانی کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے دو حکم ہیں: ایک اس پر حد نافذ کرنا اور دوسرا زنا کو وجوب حد کا سبب قرار دینا۔ زنا سے بذاتِ خود حد نافذ نہیں ہو جاتی بلکہ شارع کی طرف سے زنا کو حد کے لازم ہونے کا سبب قرار دیا ہے''(۱)۔

حکمِ وضعی کی ایک اور تعریف معاصر اصولیین میں سے ڈاکٹر حسین حامد حسان نے یوں کی ہے:

'' حکمِ وضعی سے مراد شارع کا وہ خطاب ہے جو کسی چیز کو کسی دوسری چیز کا سبب، شرط یا مانع قرار دے دیتا ہے''(۲)۔

بعض فقہاء نے عزیمت اور رخصت کو بھی حکمِ وضعی کی اقسام میں شامل کیا ہے، جب کہ بعض نے انہیں نہ حکمِ تکلیفی میں شمار کیا ہے اور نہ حکمِ وضعی میں(۳)۔

۱۔ المحصول ۱/۱۳۷۔ ۱۳۹

۲۔ الاحکام الشرعیۃ عندالاصولیین ص ۳۴

حکمِ وضعی کی وضاحت

قرآن پاک کی کئی آیات حکمِ وضعی کی مثالیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے کسی ایک چیز کو کسی دوسری چیز کا سبب یا شرط یا مانع قرار دیا ہے۔ مثلاً ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِدُلُوۡکِ الشَّمۡسِ اِلٰی غَسَقِ الَّیۡلِ وَقُرۡاٰنَ الۡفَجۡرِ۔ [الاسراء ۱۷:۷۸]

نماز قائم کرو زوال آفتاب سے لے کر رات کے اندھیرے تک اور فجر کی نماز میں قرآن پڑھنے کا بھی اہتمام کرو۔

اس آیت میں زوال آفتاب کو شام کی نماز کا سبب قرار دیا گیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِذَا قُمۡتُمۡ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاغۡسِلُوۡا وُجُوۡهَکُمۡ وَاَیۡدِیَکُمۡ اِلَی الۡمَرَافِقِ وَامۡسَحُوۡا بِرُءُوۡسِکُمۡ وَاَرۡجُلَکُمۡ اِلَی الۡکَعۡبَیۡنِ۔ [المائدۃ ۵:۶]

اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! جب تم نماز کے لیے کھڑے ہو تو اپنے چہرے اور ہاتھ ہتھیلیوں تک دھو لیا کرو اور اپنے سروں پر مسح کرو اور اپنے پاؤں ٹخنوں تک دھو لیا کرو۔

یہ آیت اس حکمِ وضعی کی نشاندہی کرتی ہے جس میں وضو کو نماز کی شرط قرار دیا گیا ہے۔

اسی طرح ایک اور آیت میں ہے:

وَلَاتَنۡکِحُوا الۡمُشۡرِکٰتِ حَتّٰی یُؤۡمِنَّ۔ [البقرۃ ۲:۲۲۱]

اور مشرک عورتوں سے اس وقت تک نکاح نہ کرو جب تک کہ وہ ایمان نہ لے آئیں۔

اس آیت میں مذکور حکمِ وضعی مانع کی مثال ہے۔ اس آیت کی رو سے مشرک عورتوں سے نکاح کا مانع شرک کو قرار دیا گیا ہے۔

احادیث میں بھی حکمِ وضعی کی مثالیں موجود ہیں۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

القاتل لایرث [۴]

قاتل کو وراثت میں حصہ نہیں ملتا۔

۴۔ جامع ترمذی، کتاب الفرائض، باب ماجاء فی ابطال میراث القاتل

اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رشتہ دار کے قتل کو ایسا مانع قرار دیا ہے جس کی وجہ سے قاتل مقتول کی جائیداد میں اپنے حق وراثت سے محروم ہو جاتا ہے(۵)۔

حکمِ وضعی اور حکمِ تکلیفی میں فرق

حکم شرعی کی دونوں اقسام حکمِ وضعی اور حکمِ تکلیفی میں کچھ نکات مشترک ہیں اور کچھ مختلف ہیں۔

ا۔ حکمِ وضعی اور حکمِ تکلیفی کے مشترک پہلو

یہ دونوں اللہ تعالیٰ کا خطاب ہیں اور ان کی بنیاد وحی الٰہی ہے۔ دونوں کے مصادر قرآن مجید اور سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن پر عمل کرنا لازمی ہے(۶)۔

۲۔ حکمِ وضعی اور حکمِ تکلیفی کے مختلف پہلو

ان دونوں میں درج ذیل اسباب کی بنیاد پر فرق واضح ہوتا ہے:

اوّلاً: حکمِ تکلیفی میں کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے، یا اس کے بارے میں مکلّف (شرعی احکام کا پابند انسان) کو اختیار دیا جاتا ہے، حکمِ وضعی میں نہ تو کسی کام کے کرنے کا کہا جاتا ہے، نہ کسی کام کے کرنے سے منع کیا جاتا ہے اور نہ اس بارے میں کسی اختیار کا ذکر ہوتا ہے۔ حکم وضعی میں کوئی فعل مقصود نہیں ہوتا بلکہ کسی ایک چیز کو دوسری چیز سے اس طرح مرتبط کر دیا جاتا ہے کہ وہ اس کا سبب یا شرط یا مانع قرار پاتا ہے(۷)۔

ثانیاً: حکمِ تکلیفی میں مکلّف سے کسی ایسے فعل کے کرنے یا نہ کرنے کا مطالبہ کیا جاتا ہے جو اس کے اختیار میں ہوتا ہے۔ یعنی یہ فعل کرنے یا نہ کرنے کی قدرت و طاقت اس کے پاس موجود ہوتی ہے۔ اگر یہ فعل مکلّف کی طاقت سے زیادہ ہو تو ایسی صورت میں مکلّف اس کی ادائیگی کا پابند نہیں رہتا۔ مثلاً روزہ عام حالات میں فرض ہے لیکن جب کوئی شخص سفر پر روانہ ہوتا ہے یا بیمار ہو جاتا ہے تو روزہ رکھنے کی صلاحیت میں کمی آ جاتی ہے۔ ایسی صورت میں اسے روزہ کی چھوٹ ہے۔ حکمِ وضعی میں مطلوب فعل کبھی تو مکلّف کی قدرت میں ہوتا ہے اور کبھی اس کی قدرت و طاقت سے باہر ہوتا ہے۔ جو کام انسان کی قدرت میں ہوتے ہیں ان میں چوری، زنا اور دوسرے ایسے جرائم ہیں جن کی وجہ سے حدود کی سزائیں لازم ہو جاتی ہیں۔ یہ جرائم ان سزاؤں کے لازم ہونے

۵۔ Principles of Islamic Jurisprudence 178/1

۶۔ Principles of Islamic Jurisprudence 178/1

۷۔ شرح مختصر المنتھی ۱/۲۲۵

کا سبب بنتے ہیں اور یہ سب انسان کی اپنی قدرت میں ہے۔ انسان چاہے تو ان افعال کا ارتکاب کر کے حد کی سزا کے لازم ہونے کا سبب پیدا کر سکتا ہے۔

معاہدات بھی اسی ضمن میں شامل ہیں۔ مثال کے طور پر عقدِ بیع ملکیت کے منتقل ہونے کا سبب ہے اور عقد نکاح وطی کا سبب ہے۔ عقدِ بیع یا عقدِ نکاح کا انعقاد انسان کے اختیار میں ہے۔

دو گواہوں کی موجودگی نکاح کے لیے شرط ہے۔ یہ شرط پورا کرنا مکلف کے لیے ممکن ہے۔ نماز کی ادائیگی کے لیے وضو بھی ایسی شرط ہے جسے مکلف پورا کر سکتا ہے۔ اسی طرح بعض اوقات مانع کو وضع کرنے پر بھی انسان قادر ہوتا ہے جیسے کوئی شخص اپنے رشتہ دار کو قتل کر دے تو وہ ایسا مانع پیدا کر دے گا جس سے مقتول کی جائیداد سے قاتل کا حصہ ختم ہو جائے گا۔

وہ افعال جو انسان کی قدرت سے باہر ہیں وہ بھی حکمِ وضعی کا حصہ ہیں۔ یہ افعال حکمِ تکلیفی میں شامل نہیں ہوتے(۸)۔ اس کی مثال ماہِ رمضان کا آنا ہے جو روزہ کی فرضیت کا سبب ہے۔ ماہِ رمضان ہر سال مقررہ وقت پر آتا ہے۔ یہ ترتیب اللہ تعالیٰ نے مقرر کی ہے۔ کوئی شخص اس ترتیب میں تبدیلی کر کے اسے آگے پیچھے نہیں کر سکتا۔ پس رمضان کی آمد روزوں کی فرضیت کا سبب ہے اور یہ ایسا سبب ہے جو مکلف کی قدرت سے باہر ہے۔

زوالِ شمس فرضیتِ نماز کا سبب ہے۔ یہ سبب پیدا کرنا بھی انسان کی قدرت میں نہیں ہے کیوں کہ سورج کا طلوع اور غروب ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور کوئی انسان سورج کو طلوع یا اسے غروب کرنے کی قدرت نہیں رکھتا۔

ثالثاً: حکمِ تکلیفی کا تعلق صرف مکلف سے ہوتا ہے لیکن حکمِ وضعی کا تعلق ہر انسان سے ہے، چاہے وہ مکلف ہو یا نہ ہو۔ حکمِ وضعی کا تعلق عاقل اور بالغ شخص سے بھی ہو سکتا ہے اور بچے اور مجنون سے بھی، حکمِ تکلیفی صرف عاقل اور بالغ سے متعلق ہی ہوتا ہے(۹)۔

حکمِ وضعی کی شرعی حیثیت

کچھ فقہاء حکمِ وضعی کا انکار کرتے ہیں۔ ان کے نزدیک حکمِ شرعی کی صرف ایک ہی قسم ہے اور وہ حکمِ تکلیفی ہے جس میں مکلف کو کسی فعل کے کرنے کا یا تو حکم دیا جاتا ہے یا اسے اختیار دے دیا جاتا ہے۔ ان کے خیال میں بعض اوقات فعل کی طلب یا اختیار ظاہری ہوتا ہے اور بعض اوقات پوشیدہ۔ یہ طلب ظاہر ہو تو اسے حکمِ تکلیفی کہا جاتا ہے اور پوشیدہ ہو تو اسے حکمِ وضعی قرار دے دیا جاتا ہے۔ یہ فقہاء کہتے ہیں کہ حکمِ وضعی بھی حکمِ تکلیفی ہی ہوتا ہے لیکن اس میں اللہ تعالیٰ کا خطاب پوشیدہ ہوتا ہے۔ ان

۸۔ اصول الفقہ الاسلامی ۱/۴۳

۹۔ اصول الفقہ الاسلامی ۱/۴۴

کے خیال میں اس چیز کی کوئی اہمیت نہیں کہ سورج کا زوال فرضیت نماز کا سبب ہے۔ اصل حکم بندے سے نماز کی ادائیگی ہے جس کا اس سے مطالبہ کیا جاتا ہے۔ اسی طرح وضو کو نماز کی ادائیگی کی شرط قرار دینا بھی کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔ نماز کی ادائیگی کے حکم ہی میں وضو کا حکم بھی شامل ہے۔ قرض کو زکوۃ کی ادائیگی کا مانع قرار دینے میں بھی کوئی حکمت نہیں ہے۔ سیدھی بات یہ ہے کہ مقروض پر زکوۃ فرض نہیں ہے۔ اسی طرح ان کے نزدیک صحیح کا مطلب فائدہ اٹھانے کی اجازت ہے لیکن بطلان سے مراد ممانعت ہے(۱۰)۔ اس رائے کے حاملین فقہاء کے نزدیک حکمِ شرعی سے مراد وہ خطاب ہے جس میں کسی فعل کے کرنے یا اس سے منع کرنے کا بیان ہے یا ان دونوں کے درمیان مکلّف کو اختیار دے دیا جاتا ہے۔ ان کے خیال میں وہ حاکم یعنی اللہ تعالیٰ ہی سے یہ بات سیکھ لیتے ہیں کہ کوئی چیز کسی حکم کا سبب، شرط یا مانع ہے۔ اسی لیے وہ حکمِ شرعی کی تعریف میں یہ چیز شامل نہیں کرتے کہ یہ (حکم شرعی) کسی چیز کو سبب، شرط یا مانع قرار دے سکتا ہے(۱۱)۔

یہ رائے چند فقہاء کی ہے۔ جمہور فقہاء نے اسے تسلیم نہیں کیا۔ علامہ صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعودؒ کہتے ہیں کہ کچھ فقہاء حکمِ وضعی کا ذکر حکمِ شرعی کی قسم کے طور پر نہیں کرتے۔ ان کے خیال میں حکمِ وضعی طلب اور اختیار ہی میں شامل ہے۔ زوالِ شمس کو نماز ظہر کے لازم ہونے کا سبب قرار دینے کا مطلب یہ ہے کہ یہ نماز اس وقت لازم ہوتی ہے جب سورج زوال پذیر ہو جائے اور یہ وجوب طلب (اقتضاء) ہی میں شامل ہے۔

حکمِ شرعی کو حکمِ وضعی اور تکلیفی میں تقسیم کرنا درست ہے کیوں کہ حکمِ وضعی کے معنی میں ایک چیز کے تعلق کو دوسری کے ساتھ شامل کرنا ہے اور یہ چیز حکمِ تکلیفی کے مفہوم میں شامل نہیں۔ ایک چیز کی دوسری سے تکمیل کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ دونوں ایک ہی چیز ہیں(۱۲)۔ حکمِ شرعی کی بعض قسموں میں براہ راست طلب یا تخییر کا ذکر ہوتا ہے اور بعض میں بالواسطہ کسی کام کی طلب یا تخییر ہوتی ہے۔ جن میں براہِ راست طلب یا تخییر ہو، اسے حکمِ تکلیفی کہتے ہیں اور جن میں بالواسطہ طلب یا تخییر ہو، اسے حکمِ وضعی کہتے ہیں(۱۳)۔

حکمِ وضعی کی اقسام

بعض فقہاء جیسے علامہ آمدیؒ وغیرہ نے صحیح (Valid) اور باطل (Invalid) کو بھی حکمِ وضعی میں شامل کیا ہے(۱۴)۔

۱۰۔ Principles of Islamic Jurisprudence p.179

۱۱۔ التوضیح ۱/۱۴

۱۲۔ التوضیح ۱/۱۴

۱۳۔ Principles of Islamic Jurisprudence 180/1

۱۴۔ الاحکام فی اصول الاحکام ۱/ ۱۳۷